اسلامی تصوف پر ہندومت کے اثرات: اس کے اسباب، نتائج اور تدارک کا تجزیاتی مطالعہ

The Effects of Hinduism on Islamic Mysticism: An Analysis of its Causes, Consequences and Remedies

محمد ذاکر [I] ڈاکٹر ریاض احمد سعید [II]

Abstract

Tasawwuf is an important felid of the Islamic tradition of knowledge and civilization. It means to purify and purify one's inner self, that is, to purify one's self from the vices and vices of morality, and to adorn oneself with the virtues of morality. But with the passage of time, when different civilizations came together in terms of the spread of Islam to the east and west, the real Islamic Tasawwuf began to change. Other traditions of mysticism, faiths and thoughts also influenced the Islamic Tasawwuf. So for when it comes to Indian civilization, Indian civilization is a mixture of mixed principles and their religion, a combination of different ideas, beliefs, rituals, superstitions, which have been gradually adopted by different sections of the same society. Especially since the beginning of history, this region has been the abode of different civilizations and the centre of their different times. In this way, his influence was also felt on Islamic mysticism and Sufism began to consider him as a part of mysticism. In this context, in this study, an attempt has been made to investigate the causes, consequences and remedies of Islamic Sufism. The Analytical research methodology has been adopted in this study with a qualitative paradigm. The study perceives that the major influence and impact of Hindu Mysticism on Islamic tradition of Tasawwuf is on the creed of Touhād in terms of polytheism and on rituals and Customs in terms of lifestyle and culture. It is, therefore recommended on the behalf of this study we should pure our Islamic tradition of Tasawwuf from Hindu, Persian and Greek Mysticism to act upon the Islamic tradition of purification (Tazkia).

Keywords: Islamic Tasawwuf, Impact, Hinduism, Causes, Consequences, Remedies

I پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ نمل، اسلام آباد

II اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ نمل، اسلام آباد

تمہید

اسلامی علمی و دینی راویت اور تہذیب و تمدن میں تصوف ایک اہم ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔اہل علم کے ہاں لفظِ تصوف صوف سے ماخوذ ہے اور بمعنی اون کے ہے اور لفظِ تصوف کا لغت کے اعتبار معنی یہ ہے کہ ایسا لباس پہننا جو اون سے بناہوا ہو[1]۔ اس طرح یہ لفظِ تصوف ایسے لوگوں کے لئے لقب بن گیا جو زیادہ تر اون سے بناہوا کپڑا استعمال کیا کرتے تھے[2]۔

صوفیا کرام اپنی اصطلاح میں تصوف کا معنی یوں بیان کرتے ہیں کہ اپنے نفس کو ان تمام کدورتوں اور اخلاقِ رزیلہ سے پاک کرتے ہوئے ان کی جگہ نیک تمنائیں اور اخلاقِ حسنہ کو جگہ دینا تصوف کہلاتا ہے[3]۔صوفیاء ایسے لوگ ہوتے ہیں جو پہلے خود اپنے نفس کو تزکیہ نفس کی تلقین کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں، پھر دوسرں کی رہنمائی کرتے ہوئے اس کی طرف بلاتے ہیں۔

حدیث کی کتب میں ایک حدیث، حدیثِ جبریلؑ کے نام سے مشہور ہے، اس میں ہے کہ ایک دن حضرت جبریل امین علیہ السلام انسانی شکل میں نبی مرسل ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں کچھ عرائض پیش کیں ان عرائض میں سے ایک عرض احسان کے بارے میں تھی تو آپ ﷺ نے احسان کے بارے میں فرمایا کہ اللہ کی اس طرح بندگی کرنا کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تمہارے اندر یہ حالت پیدا نہ ہوگئی ہو تو کم از کم یہ کیفیت ہونی چاہیے کہ گویا خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔ایسی کیفیت کا نام احسان ہے۔

اکثر محدثینِ کرام نے اس حدیث کو مختلف طرق اور انداز سے اپنی کتب میں بیان کیا ہے۔امام مسلم نے اسے ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

قال فأخبرني عن الإحسان " ، قال : أن تعبد الله كأنك تراه ، فإن لم تكن تراه فإنه يراك [4]

" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' : تو عبادت کرے اللہ کی جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اس کو نہیں دیکھتا) یعنی اتنا استغراق نہ ہو اور یہ درجہ نہ ہو سکے (تو اتنا تو ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔"

بندہ کے دل میں احسان کی کیفیت پیدا کرنے کا صوفیاً کی زبان میں دوسرا نام ''تصوف'' یا ''سلوک'' ہے۔''تصوف'' دراصل بندے کے دل میں یقین اور اخلاص پیدا کرتا ہے۔ تصوف مذہب کا ایک جزء ہے مذہب سے ہٹ کر اس کا کوئی وجود نہیں جس طرح جسم اور روح ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ جسم روح کے بغیر مکمل وجود نہیں رکھتا اور روح جسم کے بغیر کوئی مکمل وجود نہیں رکھتی اسی طرح تصوف مذہب سے ہٹ کر کوئی وجود نہیں رکھتا۔ تصوف کی خاصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ انسان کے اندر اس کے رب کی محبت پیدا کرتا ہے اور جب اس کے اندر اس رب کریم کی محبت پیدا ہو جائے تو وہ محبت اسے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ وہ اس رب کے بندوں کے ساتھ بھی محبت کی جائے۔ کیونکہ ایک حقیقی صوفی کا اس بات پر پختہ ایمان ہوتا ہے کہ مخلوق اللہ کی عیال ہوتی ہے اور جو اس کے عیال سے بھلائی کرے گا گویا کہ اس نے عیال دار کے

ساتھ بھی اچھائی کیا۔ اس طرح مذہب میں تصوف کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ڈاکٹر علامہ اقبال تصوف اور صوفیا کی اہمیت کو یوں بیان کرتا ہے جس کا مفہوم کچھ یوں ہے۔

"ہندوستان میں کل سات کروڑ مسلمان بستے ہیں ان میں سے 75 فیصد مسلمان یعنی چھ کروڑ تک مسلمان صوفیا کرام سے تعلیمات اخذ کیا کرتے تھے آج اگر یہ مسلمان حقیقی مسلمان بناہوا ہے تو یہ ان صوفیا کی مرہونِ منت ہے [5]۔"

لیکن زمانہ ترقی کرتا گیا اور مختلف تہذیبیں آپس میں ملتی گئیں اس وجہ سے جو اصل تصوف ہے اس میں ردوبدل ہونے لگا۔ ہندوستانی تہذیب و تمدن اور مذہب کی بات کریں تو ہندو تہذیب و تمدن اور مذہب مختلف اصول، افکار، عقائد، رسوم اور رواج سے بھرا پڑا ہے، جن کی وجہ سے وہاں کے بسنے والے لوگ کافی حد تک متاثر ہوئے ہیں۔ خصوصا تاریخ کی ابتداء سے ہی یہ خطہ الگ الگ تہذیبوں کے حوالے ان کی آماجگاہ بنا رہا ہے۔ جتنے عرصے سے یہ اقوام یہاں رہیں ان کی تہذیب و تمدن کے اثرات نے یہاں کے رہنے والوں کو کافی متاثر کیا اور انہوں نے اپنی معاشرت میں ان تہذیبوں کو قبول کیا۔ اس طرح ان کا اثر اسلامی تصوف پر بھی پڑا اور بعد میں آنے والے بہت سے صوفیا کرام نے بھی انہیں اصل تصوف کا حصہ سمجھ کر قبول کر لیا۔ یہاں پر اس مقالہ میں اسلامی تصوف پر ان غیر اسلامی اثرات کے اسباب، نتائج اور اس کے تدارک کے حوالے سے مطالعہ اور تحقیق پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

زیر نظر مقالہ " اسلامی تصوف پر غیر اسلامی اثرات کے اثرات ، اسباب، نتائج اور تدارک کا تجزیاتی مطالعہ "پر مشتمل ہے۔ اس مقالہ سے متعلق کچھ اہم سابقہ تحقیقی کام درج ذیل ہے۔ تصوف کے حوالے سے اور اسلام اور ہندومت کے عنوان پر بہت سے لوگوں نے کام کیا ہے لیکن مقالہ ہذا کے عنوان پر تحقیقی کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ ذیل میں اس کام سے متعلق چند اہم مصادر کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

1. **اسلام اور ہندومت میں عبادات**، اسرار نیاز ، نگران : ڈاکٹر عبد القدوس، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں، 2012ء

اس مقالہ میں اسلامی عبادات اور ہندو عبادات کو موضوعِ بحث بنایا ہے۔ بہت ہی عمدہ کام کیا ہوا ہے۔ لیکن صرف عبادات کا ہی تقابل ہے۔ تصوف کے حوالے سے کوئی تقابل موجود نہیں۔ جبکہ اس کے اثرات اور بالخصوص اس کے تدارک کے حوالے سے یہ مقالہ تشنہ محسوس ہوتا ہے۔

2. **اسلام میں تصور عبادت و عبدیت اور اسکا غیر الہامی مذاہب سے تقابل**، کلثوم بی بی، نگران : پروفیسر ڈاکٹر شمس البصر، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، 2008ء

اس مقالہ میں اسلامی عبادات اور بندگی کا غیر الہامی مذاہب ہندومت، بدھ مت اور سکھ مت کے ساتھ تقابل کیا ہے۔ اس کے علاوہ روحانیت و تصوف کے اعتبار سے مقالہ نگار نے اسے تشنہ چھوڑا ہے۔ اور اس حوالے سے اس میں کوئی تفصیل نہیں ملتی ہے۔

3. **برصغیر پاک وہند میں اسلامی تصوف پر ہندومت کے اثرات کا جائزہ:** حفیظ الرحمن، نگران: ڈاکٹر راؤ فرحان، نمل اسلام آباد

اس مقالہ میں تصوف کے مفاہیم، تاریخ وغیرہ اور ہندو معاشرہ کے اس پر اثرات کو تفصیل سے تحریر کیا ہے اور ہندومت کے اثرات پر بہت اچھا اور جامع مقالہ ہے۔ لیکن ہمارا مقالہ اس مقالہ سے اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس میں تمام تر توجہ اسلامی تصوف پر ہندومت کے اثرات کے اسباب، نتائج اور تدارک پر ہے۔

4. **تصوف میں شامل غیر اسلامی تصورات**، مہوش عروج، نمل یونیورسٹی اسلام آباد، 2011ء

اس مقالہ میں تصوف میں شامل غیر اسلامی تصورات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ یہ مقالہ کسی حد تک ہمارے موضوع بحث کے قریب ہے۔ لیکن ہمارے عنوان سے اس بناء پر مختلف ہے کہ اس میں غیر اسلامی نظریات کو برصغیر کے تناظر میں دیکھا گیا ہے اور اسلام کے علاوہ دیگر تمام مذاہب اور غیر مذاہب کے نظریات شامل ہیں۔ اور ہمارا عنوان صرف اور صرف اسلامی تصوف پر ہندومت کے اثرات کے گرد گھومتا ہے اس لیے یہ اس اعتبار سے مختلف ہے۔

5. **برصغیر میں صوفیاء کی تعلیمات کا تنقیدی جائزہ**، کنیز فاطمہ، نگران، ڈاکٹر سید علی انور، نمل اسلام آباد، 2013ء

مقالہ نگار نے اس مقالہ میں برصغیر میں صوفیاء اور تصوف کے ارتقائی مرحلے ذکر کرتے ہوئے مخصوص معاشرتی مسائل جیسے صوفیاء کی ازدواجی زندگی کیونکہ بعض صوفیاء نے عائلی زندگی کو اختیار نہیں کیا، معاشی مسائل کے حوالے سے کہ ان کا گزر بسر کیسے ہوتا تھا، معاشرے میں بہتری کے لئے عملی اخلاقی پہلو سے تعلیمات اور کردار کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اور موجودہ دور کے اعتبار سے جو مسائل درپیش ہیں ان کو بیان کیا ہے اور ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس حوالے سے کچھ اہم معاصر کتب بھی شامل مطالعہ رہی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

6. **پروفیسر یوسف سلیم چشتی ،تاریخ تصوف**، دار الکتاب، لاہور، طبع اول: 2009ء

اس کتاب میں تصوف کی تاریخ کو بڑی جامعیت اور نقد و نظر کے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قاری کو اس سے نہ صرف تصوف کی تاریخ کا پتہ چلتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس میں ہونے والی اہم تبدیلیوں کا بھی علم ہوتا ہے۔

7. **پروفیسر یوسف سلیم چشتی، اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش**، انجمن خدام القرآن، لاہور، 1976ء

اس کتاب میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے تصوف میں ہونے والی اہم تبدیلیوں اور اس میں مختلف اوقات میں شامل ہونے والے غیر اسلامی نظریات اور افکار کی نشاندہی کی ہے۔ مزید یہ کہ انہوں نے تصوف کی تینوں اقسام ہندی، یونانی اور اسلامی کی

تاریخ وتدوین جمع کر دی گئی ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ اب اس میں بے شمار ایسے عقائد و نظریات داخل ہو چکے ہیں جن کا اسلام اور اسلامی تصوف کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

8. **ڈاکٹر** مصطفیٰ حلمی، **تاریخ تصوفِ اسلام**، ترجمہ: رئیس احمد جعفری، غلام علی اینڈ سنز، لاہور، س۔ن۔

ڈاکٹر مصطفیٰ حلمی کے مطابق تصوف کا آغاز آپ ﷺ کے مبارک دور سے ہوا، اور تصوف دراصل اسلام کی روحانی زندگی ہے۔ آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے مطالعے کے دوران بھی ہمیں یہ بات نظر آتی ہے کہ آپ ﷺ غارِ حرا جایا کرتے تھے اور یہ معمول نزول وحی سے پہلے کا تھا جس کا مطلب اس وقت بھی روحانی زندگی کا آغاز ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ کی غار حرا کی تنہائی اور بعد کے زہاد و صوفیہ کے مجاہدات کا اصل الاصول بھی رب کی معرفت ہی تھا۔ لہذا جو تصوف اس اصول سے دور ہوا وہ اسلام سے بھی دور ہوا، وہ ہندی تصوف، یونانی تصوف یا مسیحی تصوف تو کہلایا جا سکتا ہے مگر یہ اسلام اور اسلامی تصوف کے بالکل مخالف ہے، اصل تصوف وہی تصوف ہے جو قرآن و سنت اور آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے تابع اور ماخوذ ہو۔

9. **پروفیسر امان اللہ بھٹی، اسلام اور خانقاہی نظام**، دار السلام، لاہور، 2008ء

یہ کتاب بنیادی طور پر پروفیسر امان اللہ بھٹی کا پی ایچ ڈی کا مقالہ تھا جس کو پروفیسر موصوف نے دار السلام کے پلیٹ فارم سے کتابی شکل میں شائع کیا ہے۔ یہ کتاب موجودہ خانقاہی نظام پر ایک جامع تبصرہ ہے۔ اس کتاب میں موجودہ خانقاہی نظام کو اسلام کے بالمقابل ایک نظام کے طور پر پیش کیا ہے اور اس سے اسلامی تہذیب و ثقافت اور عقائد و عبادات شعائر و رسوم میں در آنے والی غیر اسلامی خرابیوں کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب موجودہ خانقاہی نظام پر ایک جامع دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔

10. **حافظ محمد موسیٰ بھٹو، تصوف واہلِ تصوف**، نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ حیدر آباد، سندھ، 2003ء

تصوف پر اس اہم کتاب میں مصنف نے تصوف اور اہلِ تصوف کے بارے میں اہم معلومات جمع کی ہیں اور ضرورت کے ساتھ نقد بھی کیا ہے۔ مصنف نے بڑی تفصیل یہ بیان کیا ہے کہ کس طرح اسلامی اور غیر اسلامی تصوف کے ملنے سے اصل تصوف کی شکل بدل چکی ہے اور عوام اور بالخصوص اہلِ علم اس سے بددل ہوئے ہیں۔

اس کے علاوہ مزید کچھ ریسرچ پیپرز اور مقالات بھی اس تحقیق کا حصہ رہے ہیں۔ جبکہ زیر نظر مقالہ کا موضوع اس اعتبار سے مختلف ہے کہ اس میں تصوف پر اثر انداز ہونے والے مختلف عناصر اس کے اسباب، اثرات، نتائج اور ان کے تدارک کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

اسلوبِ تحقیق

اس مقالہ کی تحقیق کے سلسلے میں اسلوب تحقیق وصفی، تجزیاتی اور تاریخی اسلوب کو اپنایا گیا ہے۔ مقالہ کو نتائج تک پہنچنے کے لیے بنیادی مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے اور ضرورت کے ساتھ ثانوی مصادر کو بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے

علاوہ تحقیق کے جدید ذرائع انٹر نیٹ، ویب سائیٹس، برقی مکتبہ جات، تحقیقی مقالہ جات اور علمی رپورٹس سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس میدان کے معاصر ماہرین اور سکالرز سے تبادلہ خیال بھی اس تحقیق کو مکمل کرنے کے لیے مفید رہا ہے۔ مصادر اور حوالہ جات کے لئے جرنل کے رائج فارمیٹ کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

اسلامی تصوف پر ہندو ازم کے اثرات کے اسباب

انسانی کردار کے پیچھے جو سوچ و بچار کی طاقت ہوتی ہے یہی طاقت ہر دین و مذہب اور معاشرے کے اجتماعی فلسفہ اور حکمت کی راہ کو متعین کرتی ہے۔تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ مسلمان اور ہندوؤں کا ایک طویل عرصے سے معاشرتی تعلق اور تعامل رہا ہے۔اور یہ تعلق معاشرتی اور ذاتی اعتبار سے ہو یا اسلامی حکومت کے اعتبار سے ان کے مابین تعلق کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ 1947 میں بھارت، پاکستان اور ہندوستان کے نام سے الگ ملک میں تقسیم ہو گیا۔ مسلمان اور ہندو ہر اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب رہے اس کی وجہ سے ان کی تہذیب و تمدن آپس میں مل گئے اور باہمی اختلاط کا شکار ہوئے۔ یوں ہندوستان میں بیک وقت مختلف تہذیبیں اپنے فکری اقدار اور مذہبی بنیادوں کے ساتھ ترویج پاتی رہیں۔اس طرح ان کا اثر اسلامی تصوف پر بھی پڑا اور صوفیا نے ان کو تصوف کا حصہ سمجھ لیا۔یوں اسلامی تصوف کی اصل شکل میں بگاڑ ہوا۔ذیل کی سطور میں اسلامی تصوف پر ہندو مت کے اثرات کے چند اہم اسباب اور ان کے نتائج کو ضبطِ تحریر میں لانے کی کوشش کی گئی ہے۔

پہلا سبب: شخصیت پرستی

اسلامی تصوف اور اس کی تعلیمات پر ہندو مت اور دیگر اقوام کے رسم و رواج اور ان کی تعلیمات کا اثر و نفوذ ہونے کے اہم اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ کسی شخصیت کی غلو اور محبت میں پوجا کی جانے لگی۔ ہر مکتب فکر کے جو رہنما اور وہ لوگ جو اس مکتب فکر کی تعلیمات کو آگے پھیلاتے ہیں وہ عام انسانوں کی طرح ہی ہیں لیکن ان کے درمیان فرق ہے تو صرف اس بات کا فرق ہوتا ہے کہ یہ شخصیات اس مکتبِ فکر کی بنیادی تعلیمات سے آشنا ہوتے ہیں اور عمل مین دوسروں سے بہتر ہوتے ہیں یہ بنیادی تعلیمات اور ان پر پختہ عمل انہیں دوسروں سے ممتاز بناتی ہیں۔ لیکن کبھی کبھار یہ مذہبی شخصیات اپنے مقام و مرتبہ کا غلط فائدہ اس انداز سے اٹھاتی ہیں کہ وہ بنیادی تعلیمات جو کسی مکتبِ فکر کا امتیاز ہوتا ہے یہ ان لوگوں کو ان امتیازات سے دور کرتے ہیں۔اور بے چارے عوام ان لوگوں کی شخصیت سے مرعوب ہوئے ہوتے ہیں وہ ان کی ان باتوں کو من و عن قبول کرتے ہوئے جہالت اور تنزلی کی راہوں کو اپنے اوپر کھول دیتے ہیں۔اور حقیقت سے کوسوں دور نکل جاتے ہیں۔

یہی صورتِ حال اہل تصوف میں بھی کار فرما تھی وہ لوگ جو تصوف اور اس کی بنیادی تعلیمات سے ناآشنا تھے ان کے کاندھوں پر جب تصوف کی ذمہ داری عائد ہوئی تو انہوں نے ایسے ایسے افعال اور احکامات جن کا شریعت اور اصل تصوف

سے کوئی تعلق نہیں تھا کوئی نہ کوئی باطل تاویل کر کے اسے شریعت کا حصہ بناڈالا۔ چونکہ عوام پہلے سے ہی ان کی مقلد تھی اس لیے قبول کرنے کے سوا کوئی راستہ نہ تھا جبکہ اسلامی تعلیمات ایسی شخصیت پرستی کی نفی کرتی ہیں۔ کیونکہ یہاں سے ہی ایسے انسان میں الوہیت کا تصور بنالیا جاتا ہے۔ جس کی مثالیں تجسم، حلول اور اوتار کے عقیدوں میں ملتی ہیں۔ اس طرح شخصیت پرستی بھی ایک بنیادی سبب ہے [6]۔

اس لیے تو اللہ کی کتاب ہمیں غلو فی الدین سے سختی سے منع کرتی ہے۔

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ [7]

اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ پر سچ کے سوا کوئی بات نہ کہو۔

اسلامی تعلیمات میں اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ ہر بات بغیر تحقیق کے آگے پھیلانا اور اس پر عمل کرنے سے گریز کیا جائے کیونکہ اس سے انسان کسی بڑے خطرے سے دوچار ہو سکتا ہے۔ اسی طرح شخصیت پرستی سے بھی اسلامی تعلیمات منع کرتی ہیں۔ کیونکہ بسا اوقات مذہبی شخصیات اپنے مقام و مرتبہ کا فائدہ اس انداز سے اٹھاتی ہیں کہ وہ بنیادی احکامات جو کسی مذہب کا خاصہ ہوتے ہیں یہ ان سے بھی انحراف کرتے ہیں۔ جس سے جہالت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

دوسرا سبب: اسلامی بنیادی تعلیمات سے نابلد ہونا

تصوف کی عملی شکل کو بگاڑنے اور ایک نئی شکل کی تشکیل میں ایک سبب مسلمانوں کا اپنی بنیادی تعلیمات سے جاہل ہونا ہے۔ یہ ایک بنیادی اور اہم سبب ہے۔

"اسلامی بنیادی تعلیم سے نابلد ہونا دیگر تمام اسباب جنہوں نے تصوف پر ہندومت کا اثر ڈالا ان تمام سے خطرناک ہیں، کیونکہ اس سے تصوف پر بہت منفی اثر پڑا۔ ابتداء میں لوگ تصوف کے ذریعے اپنی نفس کی اصلاح اور تزکیہ کیا کرتے تھے اور اسی تصوف کو اپنے لیے اصلاح کا ذریعہ تصور کیا جاتا تھا۔ لیکن مسلمان اپنی بنیادی تعلیمات سے نابلد اور دور ہونے کی وجہ سے تصوف کو ہندؤں کے رسم ورواج اور ان کی تہذیب و تمدن کے اثرات سے داغ دار بناڈالا۔ اور تصوف کے بارے میں جو کچھ سنا بغیر تحقیق و جستجو کے اسے تصوف میں شامل کرتا گیا اور قبول کیا [8]۔"

کیونکہ انھیں اپنی بنیادی تعلیمات کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا۔ قرآنی تعلیمات کی جگہ صوفیاء کے من گھڑت قصے اور ان کی بے سروپا کرامتیں بیان کی جانے لگیں اس طرح غیر اسلامی رواج کی آمیزش ہوگئی جو بعد ازاں دین کا حصہ سمجھی جانے لگی۔

تیسرا سبب: فرق باطلہ کا اسلامی لبادہ اوڑھنا

تصوف کی اس اہم ترین مسلم روایت میں تبدیلی یا دوسرے مذاہب وافکار کی امیزش کا ایک اہم ترین سبب مسلم فرق باطلہ کا اسلامی لبادہ اوڑھنا ہے۔

اس حوالے سے پروفیسر سلیم یوسف چشتی لکھتے ہیں:

"صوفیا اپنے آپ کو کتاب وسنت کا سچا محافظ کہتے تھے۔ لیکن کچھ دیگر علاقوں میں یہ لقب ان لوگوں نے بھی اختیار کیا ہوا تھا جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔ ان کے عقائد اس قدر اسلام کے عقائد سے مختلف تھے کہ آپؐ کے زمانے میں ایسے ہوتے تو رسول اکرم ﷺ انھیں دوزخی کہہ دیتے۔ اور ان کو یہ ہدایت کی جاتی کہ جب وہ مسلمانوں میں ہوں تو اپنے آپ کو صوفی مسلمان ظاہر کریں۔ اس بات سے انکار کی گنجائش تو نہیں ہے کہ انہیں لوگوں کی وجہ تصوف اور اس کی تعلیمات دنیا کے گوش وکنار میں پھیلا لیکن انہوں نے تصوف اور اس کی تعلیمات میں ایسے ایسے نظریات شامل کر دیئے جن کا اسلام اور اصل تصوف سے کوئی تعلق نہیں تھا[9]۔"

تصوف جو کہ تزکیہ نفس، اللہ کی رضا اور عدم رضا کے مطابق افعال سرانجام دینے کا نام تھا اور جو اس کی حقیقت سے آشنا ہیں وہ آج انہی اصولوں پر عمل پیرا ہو کے اللہ کی رضا حاصل کر رہے۔ لیکن کچھ ایسے لوگ بھی تصوف کے لبادے میں ہیں جو خود کو صوفی اور مسلمان ظاہر کر کے اس طبقے میں شامل ہو گئے اور اسلامی تصوف کے برعکس مختلف غیر اسلامی رسوم ورواج کو اس اسلامی تصوف میں شامل کر کے اسلامی تصوف کی اصل شکل کو ہی مسخ کر ڈالا۔ اس طرح اصل تصوف کہیں گم ہو گیا اور ان بد عمل لوگوں کی جاہلانہ تعلیمات پر مبنی ملاوٹ شدہ تصوف عام ہونا شروع ہو گیا۔

چوتھا سبب: بندوں کے لیے مافوق الفطرت اختیارات تسلیم کرنا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلقت فرمائی اور تمام انسان اللہ کے بندے ہیں، ان کے اندر جو صلاحیتیں ہیں وہ اللہ کی دی ہوئی ہے، اگر انھی انسانوں میں سے بعض کے بارے میں یہ تصور کرنا شروع کر دے کہ ان کے پاس کوئی ایسی طاقت ہے جو کسی نے نہیں دی ہے بلکہ وہ خود ہی اس کے مالک ہے۔ تو اس صورت میں لوگ حد سے بڑھ کر ان کے احترام کریں گے اور اس کے لیے سجدہ کرنے لگیں گے۔ جس طرح بعض مسلمانوں کے ہاں غوث، قطب، نجیب، ابدال، ولی، فقیر اور درویش وغیرہ مختلف مراتب اور مناصب کے بزرگ سمجھے جاتے ہیں۔ جنہیں مافوق الفطرت قوت اور اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

اسی طرح ہندوؤں میں رشی، منی، مہاتما، اوتار، سادھو، سنت، سنیاسی، یوگی، شاستری وغیرہ مختلف مراتب و مناصب کے بزرگ سمجھے جاتے ہیں۔ جنہیں مافوق الفطرت قوت اور اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ ہندوؤں کے مقدس کتابوں کے مطابق یہ لوگ ماضی، حال اور مستقبل کو دیکھ سکتے ہیں۔ جب لوگ اس طرح کے باطل عقائد کے قائل ہو جائیں تو تصوف کی اصل تعلیم سے دور ہو کر ایسے لوگوں کی باتوں پر عمل کرنے لگتے ہیں۔ اس عمل اور عقیدہ کے مختلف اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ شیوجی کے بیٹے لارڈ گنیش کے بارے میں ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ وہ کسی بھی مشکل کو آسان بنا سکتے ہیں۔ اس لیے بچہ جب سیکھنے کی عمر کو پہنچتا ہے تو سب سے پہلے اسے گنیش کو پوجنا ہی سکھایا جاتا ہے[10]۔

ہندی تصوف کی ایسی غیر معتبر باتوں کو بنیاد بنا کر بدقسمتی سے عام آدمی اسلامی تصوف کے بارے میں بھی بڑے غلط اعتقادات لیے بیٹھا ہے۔ اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ تصوف کی بدولت انسان ماورائے فطرت قوتوں کا مالک بن جاتا ہے۔ حالانکہ یہ تصوف نہیں شعبدہ بازی ہے اور تاریخی طور پر ہندومت میں بھی نامعتبر روایات ہیں۔ اسلامی تصوف تو یہ ہے

کہ انسان تعلیم و تربیت کے ذریعے اپنے آپ کو شریعت کو سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے کے لیے تیار کرنے لگے۔ اسلامی تصوف دراصل تزکیہ نفس ہے جس کی تعلیمات قرآن مجید اور سیرتِ طیبہ سے ہمیں ملتی ہیں۔

پانچواں سبب: کرامات کا بے ہنگم پھیلاؤ

انسانی فطرت میں عجوبہ پسندی کا رجحان شروع سے ہی پسندیدہ رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ خرقِ عادت واقعات کی طرف متوجہ ہونا قدرتی امر سمجھا جاتا ہے۔ قبل از اسلام سے بھی خوارقِ عادت کاموں سے لوگوں کو مرعوب کرنے کا عمل جاری و ساری تھا۔ بعد از اسلام میں خانقاہی نظام نے اس عمل کو مزید بڑھایا اور لوگوں کو متاثر کیا اور اب جس دور میں ہم ہیں ابھی بھی کرامات کا سلسلہ ہے جو ایک تواتر کے ساتھ بالیقین بیان کیا جاتا ہے۔ یہ بھی بڑا سبب تھا جس نے تصوف پر گہرا اثر ڈالا۔ کرامت کا فی نفسہ کوئی انکار نہیں لیکن برصغیر میں ہندوؤں کی دیکھا دیکھی اور سنی سنائی کر کے کمزور اور کم علم صوفیوں نے بھی بہت سی کرامات گھڑیں جن کو بار بار بیان کیا جاتا رہا یہاں تک کہ لوگوں نے ان سے عقیدہ ہی باندھ لیا۔

جیسا کہ ابراہیم بن ادھم اپنی انگلی کے اشارے سے پہاڑ کو ہلا دیتے، قاضی نجم الدین ایک دیوار پر بیٹھے تو وہ شیر بن گیا[11]۔ ایک دوسری جگہ پر ہے کہ ایک رات جلال الدین تبریزی کو شیخ قطب الدین نے اپنے خواب میں عرش معلیٰ پر نماز کی حالت میں دیکھا[12]۔ برصغیر کے دور میں ایسے ایسے من گھڑت واقعات اور ایسی کرامات سننے کو ملتی ہیں جو ہندوں کے حوالے سے گھڑی گئیں ہیں ان کی وجہ سے اصل تصوف میں خرافات نے جنم لیا اور اس سے اصل اسلامی تصوف اور اس کی تعلیمات کو بہت نقصان پہنچا۔

اس طرح کی کرامات کا بنیادی سراغ ہمیں ہندو مت میں بھی ملتا ہے۔ جیسا کہ ذیل میں ہندوؤں کی مقدس کتب میں اپنے بزرگوں سے منسوب جو کرامات ہیں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

> "جیسا کہ رام اپنی بیوی سیتا کے ساتھ جنگلات میں زندگی بسر کر رہا تھا ایک دن راجہ راون جو لنکا کا راجہ تھا اس نے رام کی بیوی سیتا کو کسی نہ کسی طرح سے اغوا کر کے اپنے ساتھ لے گیا۔ رام ہندوؤں کی نظر میں مختلف کرامات کا مالک تھا اس نے بندروں کی مدد لی اور راجہ راون سے جنگ کر کے اپنی بیوی کو واپس لانے میں کامیاب ہوا۔ لیکن ان کے کچھ قوانین و اصول کے تحت کچھ عرصہ بعد اس نے اپنی بیوی کو اپنے سے الگ کر دیا۔ سیتا نے علیحدگی کا یہ غم اس سے برداشت نہ ہوتے ہوئے وہ آگ میں کود گئی۔ لیکن آگ کے دیوتا نے آگ کو بجھنے کا حکم دیا اس طرح سیتا صحیح و سالم آگ میں جلنے سے بچ گئی اور اپنی پاک دامنی کا ثبوت دیا[13]۔"

ہندو مت کی تعلیمات کا اس طرح کا حصہ مطالعہ کرنے کے بعد یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ اسلامی تصوف ہندو تعلیمات سے کس قدر متاثر ہیں عقیدہ حلول، تجسیم، وحدۃ الوجود وغیرہ میں یکسانیت، عبادت، اور ریاضت کے طور و طریقے میں فرق نہیں، ان کے بزرگوں کی غیر فطری طاقتیں یکساں ہیں اگر ان میں امتیاز ہے تو صرف اصطلاحات کی حد تک

ہے۔ باقی تمام معاملات میں یکسانیت پا لینے کے بعد یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ مسلمانوں نے ہندو مت کے بہت سے اثرات اپنا لیے ہیں ہندوستان کی تاریخ میں ایسی مثالیں باعث تعجب نہیں رہتیں۔

چھٹا سبب: تصوف میں مذہبی دانشوروں کی لاپرواہی

مذہبی دانشوروں کی شرعی ذمہ داری بنتی ہیں کہ وہ اس معاشرے میں رہنے والے لوگوں کی دینی اعتبار سے ہر قسم کی رہنمائی کرے۔ معاشرے میں درپیش مسائل جن کے حل کے لئے لوگ ان سے رجوع کرے تو ان کا فریضہ ہے کہ وہ ان مسائل کو اسلامی بنیادی مآخذ سے اخذ کر کے ان کو بتائے۔اور ایک اہم فریضہ ان مذہبی دانشوروں کا یہ بنتا ہے کہ معاشرے پر آئے روز نت نئے چیلنجز آتے ہیں جو بسا اوقات دین کے لیے خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ان مسائل کے روک تھام اور اس کے حوالے سے ہر فرد کی رہنمائی کی جائے تاکہ معاشرہ ان بدعات سے پاک صاف رہے۔ ہندو مت کے تصوف پر اثرات کے اسباب میں سے ایک انتہائی اہم سبب یہی مذہبی طبقہ کی عدم توجہی ہے۔ جس کی وجہ سے آج اسلامی تصوف کی شکل کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ کیونکہ جس دور میں تصوف اپنی پوری آب وتاب سے پھیل رہا تھا اور اس میں بہت سے غیر اسلامی نظریات کی آمیزش جاری تھی اس وقت مذہبی طبقہ کا فرض تھا وہ عوام الناس کی مکمل رہنمائی کرتے مگر ایسا نہ ہو سکا تو آج اسلامی تصوف کس قدر ہندو مت کی تعلیمات سے متاثر ہوا ہے۔

اس کے متعلق جوہر لال نہرو اپنی کتاب "تلاش ہند" لکھتے ہیں:

> "پیر شمس الدین ایک دن کشمیر سے ہندوستان آیا اور یہ ہندوؤں کے دسہرے کا دن تھا۔ پیر صاحب تقیہ کر کے خود کو یہاں کے رنگ میں رنگ چکے تھے۔ چنانچہ ہندو دسہرے کی خوشی میں رقص کر رہے تھے پیر صاحب بھی ان کے ساتھ رقص میں شریک ہو گئے اور 28 گر باگیت تصنیف فرمائے۔ رفتہ رفتہ پندو ان سے مانوس ہو گئے، انہوں نے کئی ہندوؤں کو قاسم شاہ نزاری کا پیرو بنایا"۔[14]

توجہ کی بات یہ ہے کہ اس وقت اس طرح کے مرشد اور صوفی ایسے غیر اسلامی تعلیمات کے فروغ کا سبب بن رہا تھا اس لیے مسلم دانشور کی بے توجہی تو تھی ہی خود ہندو بھی اپنی تعلیمات سے نابلد تھے جو یوں آسانی سے شکار ہوتے چلے گئے۔

ساتواں سبب: غیر اسلامی نظریات کی آمیزش

تزکیہ نفس کے اہم ترین ذریعہ تصوف کو غیر اسلامی بنانے میں ایک اہم سبب یہ بھی تھا کہ ایک سوچے سمجھے طے شدہ منصوبے کے مطابق ایسے نظریات کو تصوف بنا کر پیش کیا جن کا اصل تصوف سے کوئی تعلق نہیں تھا۔اور اپنے مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے تصوف کی بنیاد کو مسخ کر ڈالا۔ اس خاص گروہ نے مختلف نظریات کو اسلامی تصوف کی بنیاد بنا کر عوام تک

پھیلایا جس کے نتیجے میں یہ تمام اصطلاحات اور نظریات اسلامی تصوف کا حصہ بن گیا۔ اس طرح اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات شامل ہو گئے۔

پروفیسر سلیم چشتی اپنی کتاب میں اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"تصوف کی راہ سے گمراہی کی اشاعت آسان ترین تھی اور کامیابی یقینی تھی۔ اس لئے انہوں نے اسلامی تصوف ہی کو خاص طور سے ہدفِ تدسیس و تلبیس و تحریف بنایا۔ اور جھوٹی روایتوں کو صوفیوں کے دماغوں میں اس طرح جاگزین کر دیا کہ اکثر نے انہیں بلا تحقیق قبول کر لیا اور ان روایتوں کے زیر اثر اکثر صوفیوں کے عقیدے مسلمہ عقائد سے مختلف ہو گئے بلکہ وہ بعض عقائد میں اہل باطن کے ہمنوا ہو گئے[15]۔"

اس قتباس سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اہل مغرب اور وہ لوگ جو اسلام سے دشمنی رکھتے ہیں وہ کس قدر باریک بینی سے اسلامی تعلیمات کو داغدار بنانے کی کوشش میں ہے۔ یہاں تک کہ اہل تصوف جو سادہ ہوتا ہے ان کے درمیان صوفی بن کر ان کے ہی لباس میں صوفی تعلیمات میں غیر اسلامی نظریات کو تصوف بنا کر اس میں داخل کیا جاتا ہے۔

اسلامی تصوف پر ہندومت کے اثرات کے نتائج

اسلام ایک عالمگیر، ہمہ گیر اور دستور حیات کا نام ہے۔ اسلام سلامتی کا دین ہے اور سلامتی کا درس دیتا ہے۔ اس میں کائنات کے تمام مخلوقات کے لئے ان کی ضرورت کے مطابق رہنمائی موجود ہے۔ اسلام صرف ظاہری درستگی یا صرف باطنی اصلاح کی تاکید نہیں کرتا بلکہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنے ظاہری درستگی اور معنوی اصلاح دونوں کر سکتا ہے۔ اصل تصوف میں بھی ابتداء میں ظاہر اور باطن کا کوئی الگ الگ وجود نہیں تھا بلکہ تصوف کا اصل ہدف انسان کی اصلاح تھی۔ وقت گرزنے کے ساتھ ساتھ اس فن میں ایسی تبدیلیاں آ گئیں جنہوں نے اس کی اصل شکل ہی بدل ڈالی۔ اچھے افعال اچھے نتائج کو جنم دیتے ہیں اور بُرے افعال برے نتائج جنم دیتے ہیں۔ اس طرح اصل تصوف میں تبدیلی آگئی اور اس کے بہت سارے نتائج کا سامنا کرنا پڑا۔

یہاں اس مقالہ میں ان تمام نتائج یا نقصانات کا ذکر کریں گے جو اس متاثر شدہ تصوف کی بدولت اہل تصوف کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

1. قرآن و حدیث سے دوری

تصوف جس کو ابتدء میں تزکیہ نفس کہا جاتا تھا اس کی اتنی زیادہ اہمیت ہے کہ قرآن مجید میں اس کو رسول اللہ ﷺ کا منصب قرار دیا ہے۔ لوگ سابقہ زمانے میں اس تصوف کو اپنے لئے اصلاح کا ذریعہ سمجھتے تھے اور آج بھی ایسی تصوف کو اصلاح کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ[16]

"ایمان والوں پر اللہ نے بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاکیزہ کرتا اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے"۔

رسول (ص) کی ہدایت سے مومنین نے ہی فائدہ اٹھایا۔ لہٰذا ان پر یہ عظیم احسان ہے کہ رسول (ص) نے انہیں جاہلیت کی مذلت، حقارت اور تنگدستی سے نکال کر اقوام عالم کی قیادت ور ہبری کا اہل بنایا[17]۔"

اس آیت کریمہ میں تزکیہ کو منصب نبوت دے کر کس قدر اہمیت دی اور رسول اکرم ﷺ نے موقع موقع پر تزکیہ کی عملی شکل کو واضح فرمایا۔ نفس کی تزکیہ کو ہی ابتدائی اسلام میں تصوف کہا جاتا تھا۔ مگر آج تصوف کی وہ شکل نہیں اس کی شکل یکسر بدل چکی ہے۔ اب تزکیہ اور تصوف کی وہ شکل وصورت ختم ہو گئی ہے۔ جس میں صرف اور صرف قرآن مجید سے مدد لی جاتی تھی۔ لیکن آج کل مختلف منتر وظائف نے قرآن کی جگہ لی ہے اس لئے لوگ قرآن کی تعلیمات کی طرف رجوع کرنے کی بجائے ایسے وظائف اور منتروں کا سہارا لے کر اپنی زندگیاں سنوارنے کی کوشش کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے امتِ مسلمہ کا ایک خاص گروہ ان منتروں اور وظائف کے چکر میں قرآن وسنت کی اصل تعلیمات سے کوسوں دور ہوتا چلا گیا اور ایسے صوفیہ کی تعلیم نے ان کو اور بھی گمراہ کر دیا۔ جیسا کہ کتاب کبریت الاحمر میں صاحب کتاب لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ اپنی بعض غیبی نداؤں میں اپنے بندوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے میرے بندو! رات کو میرے لئے وقف کرو قرآن کے لئے نہیں اور دن کو عبادت کرنے کے لئے تمہارے پاس لمبا وقت ہے۔ لہٰذا رات کو میرے لئے وقف کرو دن کو عبادت کرو کیونکہ جب تم قرآن میں غور وفکر کریں گے تو جنت کی نعمتوں اور جہنم کے عذاب کی طرف متوجہ ہو کے میری یاد سے غافل ہو جاؤ گے[18]۔"

اس اقتباس میں صریح طور پر قرآن سے دوری اختیار کرنے کی طرف تاکید کرتے ہوئے اس کی وجہ یوں بتائی کہ قرآن کی تلاوت اور غور وخوض سے جہنم اور جنت کے مناظر میں گم ہو کر اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا قرآن میں غور وفکر نہ کیا جائے یوں اہل تصوف کا یہ گروہ قرآن سے دور ہوتا چلا گیا دوسروں کو بھی ایسی راہ پر بلاتے رہیں۔

2. مستحبات کو واجبات پر فوقیت

برصغیر میں اہل تصوف کا ہندومت کے ساتھ کافی عرصہ میل جول رہنے کی وجہ سے وہاں کے اہل صوفیا نے قربتِ الٰہی کا نعرہ لگا کر منصوص احکام میں بھی کافی ردوبدل شروع کر دی اور اسے باقاعدہ دین کا اصل جزء سمجھنے لگا۔ یوں اہل تصوف نے واجبات کی جگہ مستحبات کو فوقیت دیتے ہوئے اصل احکام شریعت کا کنارہ پر چھوڑ دیا اور نوافل اور مستحبات کو اس کا قائم مقام بنا دیا۔ جبکہ حقیقی اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ مستحبات ونوافل واجبات کی قبولیت کا ذریعہ تو ہے لیکن ان سے مقدم نہیں ہے۔ اہل تصوف میں سے کچھ نصوفیا نے ابوالحسن کے قول کو دلیل بنا کر کہا "اہل معرفت اعمال صالحہ کے محتاج نہیں رہتے۔" یہ کہ کر نماز ہمیشہ کے لیے ترک کر دی[19]۔

اس طرح صوفی نے اپنی تعلیمات میں نوافل کو فرائض پر فوقیت دیتے ہوئے نوافل کی انجام دہی کو ترجیح دیتے تھے چاہیے۔ مختلف اوقات میں نفلی روزے واجب روزوں کی طرح رکھا کرتے تھے چاہیے صحت ان کے ساتھ دے یا دے کسی بھی صورت میں ان کو بجالاتے تھے حالانکہ جن کا شرعا ایسا کوئی تصور بھی نہ تھا۔

3. مجاہدوں اور ریاضتوں میں اضافہ

برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کی طویل عرصہ ہندوؤں سے میل جول کی وجہ سے مختلف رسوم مسلم تہذیب کا حصہ بنا۔ جہاں یہ معاشرتی لحاظ میل جول رہا وہیں مذہبی اعتبار سے بھی اہل تصوف نے ان سے مختلف تعلیمات کا استفادہ کیا۔ان میں سے دیگر چیزوں کی طرح جو ہندوؤں کے جوگی اور سینیاسی کیا کرتے تھے۔ جن میں مختلف قسم کے ریاضتیں کرنا ، مجاہدے کرنا چلے کاٹنا، کنوؤں میں الٹے لٹکنا، شاہی روزہ رکھنا، میل کچیل میں پڑے رہنا وغیرہ شامل ہیں [20]۔

کتاب ریاضِ اولیاء میں چلہ کے حوالے سے ایک واقعہ نقل کیا ہے:

> "حضرت پیر سید جنید شاہ کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ تین ماہ بغیر کچھ کھائے پیے نالے کے پانی میں چلہ کشی کرتے ہیں اور کسی کو پاس جانے نہیں دیتے۔اتنے عرصے پانی میں چلہ کشی کرتے ہوئے پانی میں متواتر رہنے کے باعث پیر صاحب کا بدن بالکل گل چکا تھا صرف سانس باقی تھا [21]۔"

اسی طرح صاحب احیاءعلوم الدین اس بارے میں لکھتے ہیں:

> "ایک دن ابوالربیع زاہد نے داؤد طائی سے کہا کہ مجھے نصیحت فرمائیے، تو انہوں نے فرمایا کہ دنیا سے روزہ رکھ اور آخرت کو اپنے افطار کے لئے مقرر کر، اور لوگوں سے ایسا بھاگ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے [22]۔"

ان کے عقیدے کے مطابق مجاہدے اور ریاضتیں کرنے سے انھیں اعلیٰ قسم کی طاقت ملتی ہے۔ان ہندؤں کی دیکھا دیکھی مسلم جہال صوفیوں نے بھی ایسا کرنا شروع کردیئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امت اصل دین کی شکل کو کھو کر اسی کو حقیقی اسلام سمجھ بیٹھی اور لوگوں کے لئے تنقید کے لیے تصوف پر دروازے کھل گئے۔

4. نت نئے عقائد کا پھیلاؤ

اہل تصوف کی ہندومت سے قربت کی زیادتی اور کتاب و سنت سے نابلد ہونے کی وجہ سے تعلیماتِ تصوف میں عجیب وغریب خرافات اور بدعات کو شامل کیا گیا جو آہستہ آہستہ اسلامی تصوف کی تعلیمات کا حصہ تصور ہونے لگا۔ درحقیقت اسلام میں ایسے کسی عقیدے کی گنجائش نہیں تھی۔اسلامی تعلیمات میں عقائدِ اسلامی کو واضح اور صریح انداز میں بیان کرنے کے بعد قرآن میں واضح انداز میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا [23]

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔"

اس واضح کلام اور اعلانِ الٰہی کے بعد کوئی ایسی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ اسلامی تعلیمات میں ایسی خرافات اور بدعات کا اضافہ کر کے اس کو دین اسلام کی تعلیمات قرار دے۔ لیکن پھر بھی مسلم اور ہندومت کے اختلاط کی وجہ سے اسلامی تصوف میں ایسی ایسی باتیں داخل کیں ہیں جن کا اسلامی تصوف اور اسلام سے دور کا تعلق نہیں مگر ان کو آج بھی عقیدہ سمجھ کر پڑھا اور عمل کیا جاتا رہا اور اب بھی ان کا مشاہدہ ہوتا ہے[24]۔

ان تمام اسباب اور نتائج کو سامنے رکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تصوف انسانیت کو اچھی راہ کی طرف بلانے کی ایک عالم گیر تحریک کا نام ہے اور اپنے ابتداء سے ارتقائی ادوار تک انسانیت کی اصلاح کی ذمہ اٹھائے رکھی ہے۔ زمانہ کے بدلنے کے ساتھ ساتھ اور ارتقائی مراحل کے ردوبدل سے تصوف نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔ تصوف کی اس نئی شکل نے مختلف خرافات اور بیرونی چیزوں کو اپنا لیا حالانکہ اس سے پہلے ایسی چیزوں کا کوئی وجود نہ تھا۔ اور اس مختلط فیہ تصوف نے لوگوں کو تزکیہ نفس کے بنیادی اسلامی مآخذ قرآن وسنت اور سیرتِ طیبہ سے ہی دور کر دیا۔ اسی طرح چلے کاٹنا اور ریاضت کرنا وغیرہ نے لوگوں کو اپنے اوپر جو فرائض وواجبات عائد تھے ان سے بھی دور کر دیا اور فسق وفجور اور جہالت کی وجہ سے مختلف میلے، عرس اور دیگر اجتماعات کو دین کا حصہ سمجھ کر بطورِ ثواب عوام اس میں شریک ہو گئی۔ اس طرح تصوف نے اپنا اصل مقام کھو کر پستی کی راہ کو اپنا لیا۔ اور اصلاحِ معاشرے کی بجائے معاشرے کو مزید تاریکی کی طرف دھکیل دیا۔

تصوفِ اسلامی پر ہندوازم کے اثرات کا تدارک

بنیادی طور پر انسان جسم اور روح سے مرکب ہیں۔ انسانی جسمانی ضروریات کی طرح انسانی روح کی بھی مختلف ضروریات ہوتی ہیں۔ ان ضروریات کا خیال نہ کیا جائے تو جسم اور روح مختلف بیماروں کا شکار ہوتا ہے۔ اور جسم جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے اور روح باطنی بیماروں کا شکار ہوتی ہے۔ جسمانی طور پر بیمار ہونے کی صورت میں ڈاکٹر کی خدمات لینی ہوتی ہے اور روحی اعتبار سے بیمار ہونے کی صورت میں روحانی معالج کی ضرورت ہوتی ہیں۔ اس حوالے سے روحانی حکماء کا کہنا ہے:

> "نفسِ امارہ جب انسان کے دل پر قبضہ کیا جاتا ہے تو اس کی وجہ سے انسان کی ضمیر مردہ ہوتا ہے۔ جب انسان کی ضمیر مردہ ہو جائے تو سمجھے یہ انسان کی کردار اور سیرت کی موت ہے[25]۔"

صاحب کشف المحجوب اس حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

> "زندگی میں انسان کا کردار بہت مؤثر چیز ہے۔ لوگ انسان کی باتوں سے زیادہ اس کے کردار سے متاثر ہوتے ہیں۔ کسی بھی انسان کو متاثر کرنے کے لیے انسانی تجربات اور مشاہدے سے زیادہ اس کے کردار کا عمل دخل زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جب انسان کی روح بیمار ہو جائے تو روحی متاثرہ مریض بھی خود اپنا علاج نہیں کر سکتا بلکہ اسے ان مخصوص افراد سے رجوع کرنے کی ضرورت ہے جو اس مخصوص فن کے ماہر ہے یعنی روحانی ہوں۔ صوفیا کے نزدیک ہر بُرے اعمال کی وجہ نفسِ امارہ ہے۔ نفس ہی رضائے الٰہی کے حصول سے روکنے والا اور امانت میں خیانت کرنے والا ہے[26]۔"

ان دونوں اقتباس سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ صوفیا کے نزدیک جتنا جسم کی پرورش اور اس کا خیال رکھنا ضروری ہے اس سے کہیں زیادہ ضروری روح کی پرورش اور اس کی بیماریوں کا علاج ہے۔ تصوف ہی وہ ذریعہ اور فن ہے جس کے توسط سے روح کا علاج کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ تصوف خود مختلف بدعات کا شکار ہو تو یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس متاثرہ تصوف سے روح کا درست طریقے سے علاج کرنا ناممکن ہوگا اور روح مزید بیماریوں میں مبتلا ہو جائے گی۔ ذیل میں برصغیر پاک و ہند کی میل جول کی وجہ سے اسلامی تصوف میں جو تغیرات آئی تھیں ان کے حل کے مختلف طریقے بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن کے ذریعے حقیقی تصوف کو واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

1. قرآن وسنت کی بنیادی تعلیمات آشنائی

قرآن وسنت کی تعلیم سے آشنائی انتہائی ضروری ہے۔ تاکہ یہ معلوم کر سکے کہ جو نئی چیزیں اسلامی تعلیمات کے نام پر مختلف انداز میں بیان ہو رہی ہے وہ عقائد و اعمال صالحہ کی حدود میں سے ہے یا نہیں ہے۔ جب تک قرآن و سنت کی تعلیمات سے انسان واقف نہ ہو اس وقت تک وہ کسی باطل عقیدے اور حق کے درمیان امتیاز نہیں کر سکتا۔ قرآن وسنت ہی وہ کسوٹی ہے جس کی بناء پر کسی عقیدے کو قبول یا انکار کیا جا سکتا ہے۔ خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا[27]

"کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا (ان کے) دلوں پر تالے لگ گئے ہیں؟"

اس آیت کے ضمن میں مفسر لکھتے ہیں:

"یہ لوگ اپنی بینش درست کرنے کے لیے قرآن میں تدبر نہیں کرتے۔ قرآن میں تدبر سے انسان میں روشنی اور حق و ناحق میں تمیز کرنے کی صلاحیت آجاتی ہے۔ مگر ان لوگوں نے حروف قرآن کو تو حفظ کر لیا مگر حدود قرآن کو ضائع کر دیا[28]۔"

قرآن وسنت کی تعلیمات سے آگاہی باطل نظریات کے خلاف آواز بلند کرنے کے لئے بہت ضروری ہے۔ اس کی درست تعلیمات سے لوگوں کو اصل اور حقیقی تصوف کی طرف رہنمائی کیا جا سکتا ہے۔ اور اس سے معاشرے میں جو باطل نظریات ابھر رہے ہیں ان کی روک تھام بھی ہو سکتا ہے۔

2. اسلامی بنیادی عقائد پر پختہ یقین

مسلمانوں کا وہ طبقہ جو اہل تصوف کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی بنیادی تعلیمات خصوصا اسلام کے بنیادی عقائد سے آشنا ہوں اور ان پر پختہ یقین ہوں۔ ان بنیادی عقائد پر پختہ ایمان ہونے سے تصوف کے حوالے سے جو باطل نظریات ہیں ان کا تدارک ممکن ہوتا ہے۔ جن پر پختہ ایمان کی بدولت بر وقت ہندومت سے اختلاط کی صورت میں مسلم دنیائے تصوف میں جو نظریات شامل کئے گئے ہیں بر وقت مطلع ہو سکتے ہیں۔ وہ بنیادی عقائد توحید، رسالت اور آخرت کے متعلق علم اور پختہ ایمان پر مبنی ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ[29]

" کیا متفرق ارباب بہتر ہیں یا وہ اللہ جو یکتا ہے جو سب پر غالب ہے۔"

اور سورہ اخلاص میں ارشاد فرمایا:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ[30]

" کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔"

ان آیات اور اقتباسات کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کسی بھی نظریہ کو قبول کرنے یا ان کا انکار کرنے کے لئے اس کے متعلق بنیادی علم کا ہونا ضروری ہے۔ اسلامی تصوف بھی غیر اسلامی نظریات سے مختلط ہونے کی ایک بڑی وجہ یہی تھی کہ اہل تصوف میں بہت سے ایسے لوگ بی تھے جو اسلامی بنیادی عقائد اور ان کی تعلیمات سے آشنائی نہیں رکھتے تھے۔ اس وجہ سے تصوف میں ایسے ایسے باطل نظریات شامل ہو گئے جن کا تصوف سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ لہٰذا ان باطل نظریات کے تدارک کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی بنیادی عقائد سے آشنائی رکھتے ہوئے ان پر پختہ ایمان رکھا جائے۔

3. سنتِ نبوی اور ان کی تعلیمات کی پیروی

سنت نبوی کی پیروی سے مراد ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے قول، فعل اور تقریر دل سے مانتے ہوئے اس کی نقش قدم پر چلنا سنتِ نبوی کہا جاتا ہے۔ سنتِ نبوی کی پیروی سے باطل نظریات جو تصوف اور اسلامی تعلیمات میں شامل ہوئے ہیں اس کے ذریعے ان کا تدارک ممکن ہے۔ الغرض سنت نبوی کی کامل پیروی جس میں عمل کے ساتھ اس کا علم بھی شامل ہو تو بہتر ہے۔ ورنہ صوفیا کی تعلیمات جس میں باطل نظریات کی آمیزش ہو وہ معاشرے میں لاعلمی کی بنا پر جلد رسوخ پاتی ہیں اور لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے انھیں قبول کرتے ہیں۔ لہٰذا سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ان باطل نظریات کا تدارک ممکن ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ[31]

"اے نبی کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے لئے رسول کی پیروی کی شرط لگائی کہ کوئی رسول ﷺ کی پیروی کرے تو گویا اس نے اللہ سے محبت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو نبی کریم ﷺ کی اتباع پر موقوف کیا ہے۔ اور احادیث مبارکہ میں بھی مختلف جگھوں اس بات کی طرف صریح اشارہ ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت ایمان کا جزء ہے۔ ایمان کی تکمیلیت کے لیے آپ ؐ کی محبت شرط ہے۔ اور یہی محبت آپ ؐ کی اطاعت ہے۔

چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

لا يؤمنُ أحدُكم حتى أكونَ أحبَّ إليه من والدِه، وولدِه، والناسِ أجمعينَ[32]

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو گا جب تک اس کے والد اور اولاد تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو۔"

اسی طرح صاحب شرح فتوح الغیب لکھتے ہیں:

"حضرت عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں: سنت کی پیروی کرو اور بدعات سے احتراز کرو۔ خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت میں مشغول رہو اور ان کے احکام سے رو گردانی نہ کرو[33]۔"

ان آیات، احادیث اور اقوال سے یہ بات عیاں ہوئی کہ تمام تعلیمات کا حسن سنت نبوی پر حقیقی معنوں میں عمل کرنا ہے۔ دین اسلام کا شارح خود رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ جب تک آپؐ کے قول، فعل اور تقریر کی اتباع نہ کرے اس وقت تک دین اسلام اور اس کی تعلیمات کا سمجھنا ناممکن ہے۔

4. خرافات اور بدعات سے بچنا

ایک دور ایسا بھی تھا کہ صوفیا کرام حقیقی کردار سے معاشرے کی اصلاح کا اولین ذمہ داری اٹھایا کرتا تھا۔ آہستہ آہستہ زمانے کی تبدیلی اور جدید تہذیبوں کے میل میلاپ نے حقیقی تصوف کو آلودہ کر دیا اور کل تک یہ حقیقی تصوف سے دلوں کے تقویٰ کا محور ہوا کرتا تھا آج مختلف تمدنی و تہذیبی ملاپ نے اس تصوف کو فسق و فجور اور خرافات کا محور بنادیا ہے۔ المیہ یہ ہے کہ یہ تمام خرافات اسلامی تصوف اور اسلام کے نام پر ہوا اور عوام لاشعوری طور پر ان بدعات اور خرافات کا شکار ہوتے چلے گئے۔ یہ ان صوفیوں کی تعلیم اور رہنمائی کا نتیجہ تھا جو تصوف کے بنیادی علوم سے دور تھے۔ جن کے متعلق ابن عقیل یوں بیان کرتے ہیں:

"میں کئی جہات سے (اہل بدعت) صوفیوں کی مذمت کرتا ہوں۔ جن کے فعل کی مذمت کو شریعت نے واجب قرار دیا ہے، انھوں نے خانقاہوں کے نام پر مختلف اڈے قائم کر رکھے ہیں۔ وہ عوام الناس پر اثر انداز ہونے کے لیے مختلف شعبدے دکھاتے ہیں تاکہ ان کا رعب ان پر قائم رہے۔ یہ مختلف لباس اور مختلف فسق و فجور اختیار کر کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتے ہیں[34]۔"

ایسے فسق و فجور کی وجہ سے تصوف اپنی اصل راہ سے دور ہوتا گیا۔ حالانکہ حقیقت تصوف لوگوں کو اچھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ چونکہ دین اسلام دین فطرت ہے اور برائی سے روکتا ہے اور دین اسلام کے قواعد و ضوابط نہایت واضح ہیں۔ لہٰذا تصوف میں ان تمام خرافاتی نظریات اور فسق و فجور کے بارے میں شعور اور آگاہی اور ان سے بچنا اس کے باطل نظریات کی آمیزش کے تدارک کے لئے بے حد ضروری ہے۔

خلاصہ کے طور پر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ابتداء میں اسلامی تصوف اپنی ترتیب کے لحاظ سے شریعت کے عین اصولوں پر مبنی تھا۔ لیکن اختلاط تہذیب و تمدن اور عرصہ دراز سے ہندومت سے میل جول کی وجہ سے اپنی اصل شکل کھو دی اور نتیجتاً بہت سی ایسی نظریات اور غیر اسلامی تہذیب تصوف کے نام پر تصوف میں شامل ہو گئے در حقیقت جن کا تصوف سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اب تصوف کو اپنی اصل شکل پر واپس لانے اور ہندومت سے متاثر شدہ خرافات و بدعات سے صاف

کرنے کے لئے، بنیادی عقائد کا علم، قرآن مجید کی تعلیمات سے آشنا، سنتِ نبوی ﷺ کی پیروی اور خرافات اور فسق و فجور سے بچنا بہت ہی ضروری ہے۔

نتائج

تصوف بذاتہ قابل تعریف فن اور اصلاحِ نفس کی مسلم روایت ہے اور مطلوب شریعت بھی ہے۔ تصوف کے ذریعے صوفیانے کثیر تعداد میں انسانیت کی اصلاح کی ہے۔ تصوف جو تزکیہ نفس ہے یہ رسول ﷺ کے مناصب میں سے ایک منصب ہے۔ ہندومت سے اختلاط کی بدولت بہت سے غیر اسلامی نظریات تصوف میں شامل ہوئے جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور ہندومت کے اختلاط کی وجہ سے تصوف نے ایک نیارخ اختیار کر لیا ہے۔ تصوف میں باطل نظریات کی ترویج کا سب سے بڑا سبب جاہل صوفیا اور ان کے گمراہ کن عقائد تھے جو شرعا اسلام اور حقیقی تصوف کے دائرے کار میں داخل بھی نہیں ہیں۔ تصوف حقیقی کے حصول کے لئے اسلامی بنیادی عقائد کا علم ہونا بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ بنیادی تعلیمات اور ان سے متعلق علوم سے ناآشنا ہونے کے باوجود کسی کی راہنمائی کرنا خود اپنی ذات کے لئے گمراہی کا سبب ہے۔ یہی نظریات جب تصوف کے نام اور خانقاہی شکل میں پھیلتے ہیں تو لوگ اسے اسلام کا جزءلا ینفک سمجھے جاتے ہیں۔ اصل اور حقیقی تصوف کی پرچار کے لئے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ وہ لوگ جو قرآن و سنت سے صحیح معنوں میں واقف ہوں، نصوص کو جاننے والے ہوں اور شرک و بدعات کو عملا نفرت کرتے ہو، جب ایسے لوگ عملا تصوف کی تعلیم و تربیت کا میدان سنبھالیں گے تو معاشرے میں تصوف کے ذریعے اصلاح ممکن ہو گا۔

تجاویز و سفارشات

مقالہ نگار اپنے اس مختصر اور جامع مقالہ میں مندرجہ ذیل تجاویز و سفارشات پیش کرتا ہے۔

1. معاشرے کو حقیقی تصوف پیش کرنے کے لیے اس بات کی طرف رہنمائی کرنا ضروری ہے کہ جو شخص حقیقی معنوں میں صوفی ہو معاشرے میں اس کا مقام ایک مربی اور مصلح کی طرح ہے۔ اس کو غیر فطری اختیارات کے قائل ہونا درست نہیں۔ ایسے غلط عقیدے کو تصوف سے نکالنے کے لئے اور تصوف کی اصلاح کے لئے یہ عمل خود صوفیاء ہی سے کروایا جائے جو حقیقی معنوں میں صوفی ہے۔
2. اسلامی تصوف کا مقصد انسانوں کو اللہ تعالیٰ سے جوڑنا ہے ایسا تصوف بذاتہ مستحسن اور قابل تعریف ہے۔ لیکن اس مقالہ میں ذکر شدہ اسباب جن کی بناء پر آج تصوف اپنی اصل شکل میں نہیں ہے تو حقیقتِ تصوف تک رسائی حاصل کرنے کے لئے ان اسباب و علل کے تنقیدی جائزے کی ضرورت ہے۔
3. ابتدائی زمانے میں تصوف اصلاحِ نفس اور تزکیہ نفس پر مبنی عمل کا نام تھا جو آہستہ آہستہ ارتقائی مراحل سے گزرتا ہوا ایرانی اثرات سے متاثر ہو کر نئی صورت اختیار کر گیا ہے جس کی وجہ سے ابتدائی حالات کو بھی اسی تصوف پر

قیاس کیا جانے لگا اور تصوف کی مستقل مخالفت ہونے لگی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے ذرائع اختیار کیا جائیں جو تصوف کی ابتدائی صورت حال کے عکاس اور شارح ہوں۔

4. مقالہ ہذا صرف ہندومت کے اثرات کے حوالے سے جائزہ لیا گیا ہے۔ اگر ایسے عناوین پر بھی تحقیقی کام کروائے جائیں جو دوسرے مذاہب کے اثرات پر مبنی ہو یعنی برصغیر میں جو تصوف کی عملی صورت حال کا بھی جائزہ لیا جائے تاکہ اسباب میں مماثلت کا پتہ چل سکے۔

5. تصوف ایک اہم شعبہ ہے اس کے باوجود پاکستان کے تعلیمی اداروں میں اس کی تعلیمات پر خواطر خواہ کام نہیں ہو رہا۔ تعلیمی اداروں میں جس طرح مختلف شعبہ جات ہیں ایسے ہی تصوف کا بھی الگ شعبہ کھولنا چاہیے تاکہ نئ آنے والی نسلیں اصل اسلامی تصوف سے فیضیاب ہو سکیں اور ملاوٹ شدہ تصوف سے بھی آگاہ ہو سکیں۔۔ اور سکولوں میں اسلامی تصوف کو نصاب کے طور پر پڑھایا جائے۔

حواشی و حوالہ جات

1　ہجویری، ابوالحسن سید علی بن عثمان، کشف المحجوب: 412، اردو ترجمہ عبدالرحمٰن طارق، ادارہ اسلامیات، لاہور، 2005ء

Hajvarī, Abul Hassan, Kashaful Mahjùb, Urdu Tarjuma, Abdul Rehman Tariq, Idāra Islamiyąt, Lahore, 2005, Page: 412

2　القشیری، ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن، الرسالۃ القشیر یہ: 416، ترجمہ محمد عبدالنصیر العلوی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور (س۔ن)

Al Qashyiri, Abul Qasim Abdul Karīm bin Hwazan, al-Risala tul Qushrīya, Maktaba Rehmānia, Lahore, Without Publishing Date, Page: 416.

3　پروفیسر یوسف سلیم چشتی، تاریخ تصوف: 115، دارالکتاب، لاہور، 2009ء

Prof. Yousuf Salīm Chistī, Tarīkh e Tassawuf, Dar ul Kitab, Lahore, 2009, Page: 115

4　القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الإِيمَانُ مَا هُوَ وَبَيَانُ خِصَالِهِ، حدیث (97) دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض 1999ء

Al-Qusharī, Muslim bin Hajjāj, Sahīh Muslim, Dar-us-Salām، Riyadh، 1999، Hadīth (97)

5　بھٹو، حافظ محمد موسیٰ، تصوف واہلِ تصوف: 115، نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ حیدرآباد، سندھ، 2003ء

Bhutto, Hafiz Mummed Musa, Tassawuf wa Ahle Tassawuf, National Academy Trust Hyderabad, Sindh, 2003, Page: 115

6　عبدالخالق، عبدالرحمن، اہل تصوف کی کارستانیاں: 42، تنظیم الدعوۃ الی القرآن والسنہ، راولپنڈی، 1988ء

Abdul Khāliq، Abdul Rahman ، Ahl-e-Tassawuf Kī Kārsitayān، Tanzīm ul al-D'awah، Ilal Quran wa Sunna، Rawalpindi ، 1988, Page:42

[7] سورہ النسا ۱۷۱:۴

Al-Nisa 4:171

8 حفیظ الرحمن، برصغیر پاک وہند میں ہندومت کے اسلامی معاشرے پر اثرات: 174، مقالہ ایم فل علوم اسلامیہ، جامعہ نمل اسلام آباد، 2017ء

Hafiz ul Rehman ‹Barsaghir Pak-o-Hind Mayn Hindu Mat Kay Islāmī Mu'āshyray Par Asrāt ‹ NUML ‹ Islamabad ‹ 2017‹ P.174.

9 پروفیسر یوسف سلیم چشتی، اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش: 39، انجمن خدام القرآن، لاہور، 1976ء

Yousuf saleem Chistī, Islāmi Tassawuf Mayn Ghair Islāmī Nazriyāt kī Amaiyzash, Anjuman Khuddām ul Quran, Lahore, 1976, Page: 39

10 اچاریہ چانکیہ، مقدمہ ارتھ شاستر: 99-100، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، دہلی، 1909ء

Achāria Chānkia, Muqaddimah Arth Shāstar, Qaumī Council Baraye Frough-i-Urdu Zubān, Delhi, 1909, Page: 99-100

11 قادری، غلام سرور، خزینۃ الاصفیاء: 241، مکتبہ نبویہ، لاہور، 1989ء

Qādrī, Ghulām Sarver, Khazīna Tul Asfīyā, Maktaba Nabvia, Lahore,1989, Page: 241

12 مہاروی، امام بخش، مخزنِ چشت: 232، کتاب گھر، لاہور، 2001ء

Meharvī, Imam Bakahsh, Makhzan-i-Chishit, Kitāb Ghar, Lahore, 2001, Page: 232

13 مقدمہ ارتھ شاستر: 101-102

Muqaddima Arth Shāstar, Page: 101-102

14 نہرو، جوہر لال، تلاش ہند،، لاہور، کتاب محل، 2002، ص:145

Nehru Jawāhir Lal, Tālāsh-i-Hind, Lahore, Kitāb Mahal, 2002, P.145.

15 تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش،، ص:89

Islāmi Tassawuf Mayn Ghair Islāmī Nazriyāt kī Amaiyzash, Page: 89

16 سورۃ آل عمران3 :164

Surah Āle- Imrān3: 164

17 نجفی، محسن علی، الکوثر فی تفسیر القرآن2: 203، بلاغ القرآن، اسلام آباد، 2017ء

Najfī, Muhsin Ali, Al-Kauthar Fi Tafsīr al Quran, Balāgh ul Quran, Islamabad, 2017, Page: 203

18 ابن عربی، شیخ محی الدین، الکبریت الاحمر: 12، مکتبہ امدادیہ، ملتان، 1998ء

Ibne 'Arabī, Sheikh Muhyuddīn, Alkibriyat-ul-Ahmar, Maktaba Imdādia, Multan, 1998, Page: 12

19 بھٹی، پروفیسر امان اللہ، اسلام اور خانقاہی نظام: 149، دارلسلام، لاہور، 2008ء

Bhatti, Prof. Aman Allah, Islam Aur Khānqāhī Nizām, Dar-us-Salam, Lahore, 2008, Page: 149

20 برصغیر پاک و ہند میں ہندومت کے اثرات: 187

Barsaghir Pak-o-Hind Mayn Hindu Mat Kay Islāmī Mu'āshyray par Asrāt, Page:187

21 ساغر، ریاض الرحمن، اولیاء : 526، فاطمہ الزہرہ ٹرسٹ، اسلام آباد، 2003ء

Sāghar, Riaz ul Rehman Aowlyā, Fatima Zahra Trust, Islamabad, 2003, Page: 526

22 غزالی، امام ابو حامد محمد بن محمد، احیاء علوم الدین 2: 363، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1386ھ

Ghazālī, Abu Hāmid Muhammad bin Muhammad, Ahyā Ulům al-Dīn, Maktab Rehmānia, Lahore, 1386.H, Vol: 2, Page: 363

23 سورۃ المائدہ 5: 3

Surah Al-Maidah5: 3

24 اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش: 45

Islāmī Tassawuf ma Ghair Islāmī Nazrīyāt ki Amizash, Page: 45

25 اسلام اور خانقاہی نظام: 173

Islam or Khānqāhī Nizām, Page: 173

26 کشف المحجوب: 172

Kashful Mahjůb, Page: 172.

27 سورہ محمد 47: 24

Surah Muhammad 47: 24

28 الکوثر فی تفسیر القرآن 8: 267

Al-Kauthar Fi Tafseer ul Quran, Vol: 8, Page: 267

29 سورہ یوسف 12: 39

Surah Yousuf 12: 39

30 سورۃ الاخلاص 112: 1

Surah Al-Ikhlās 112:1

31 سورۃ آل عمران 3: 33

Surah Āle -Imran3:33

32 امام بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، حدیث (15) دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، 2002ء

Imam Bukhārī, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Sahīh Bukhārī, Dar-us-Salām, Riyadh, 2002, Hadith (15)

33 دہلوی، شیخ عبدالحق محدث، شرح فتوح الغیب: 30، صفہ اکیڈمی، لاہور، 2000ء

Dehlvī, Shaikh Abdul Haq, Sharah Futùh-ul-Ghaib, Suffa Academy, Lahore, 2000, Page: 30

34 اہل تصوف کی کارستانیاں: 24

Ahl-e-Tassawuf Kī Kārsitānyān., Page: 24